مشہور لغوی، شارحِ مسلم، حافظ یحیٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

بعض احادیث میں (صحابہ کرام کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو الفاظ بظاہر بددعا وغیرہ منقول ہیں، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جو عرب لوگ بغیر نیت کے بطور تکیہ کلام بول دیتے ہیں۔ (بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تربت یمینک (تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو)، (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ) عقری حلقي (تو بانجھ ہو اور تیرے حلق میں بیماری ہو)، اس حدیث میں یہ فرمان کہ لا کبرت سنک (تیری عمر زیادہ نہ ہو) اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ لا اشبع اللہ بطنہ (اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے)، یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔"

[شرح صحیح مسلم: 152/16]

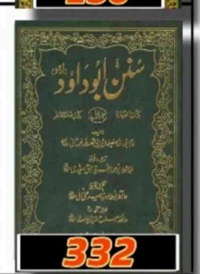
صحیح بخاری

130

وَجْهَهَا ـ وَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ: ((نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟)). [أطرافه في: ٢٨٢، ٣٣٢٨، ٦٠٩١، ٦١٢١] [مسلم:٧١٢، ٧١٣؛ ترمذي:

اثر معلوم ہو) تو (یہ سن کر) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (شرم کی وجہ سے) اپنا چہرہ چھپالیا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، پھر کیوں اس کا بچہ اس کی صورت کی مشابہ ہوتا ہے۔" (یعنی یہی اس کے احتلام کا ثبوت ہے)

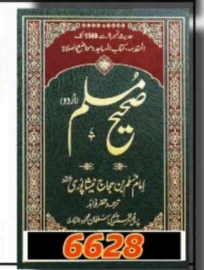
ام سلمہ! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں



أَبَاذَرٍّ! اَبْدُ فِيهَا». فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأَمْكُثُ الْخَمْسَ وَالسِّتَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَبُوذَرٍّ؟» فَسَكَتُّ، فَقَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ

گیا۔ آپ نے کہا: "ابوذر!" تو میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: "تجھے تیری ماں گم کرے! ابوذر! تیری ماں کے لیے افسوس۔" آپ نے میری خاطر ایک کالی سی لونڈی کو بلوایا تو وہ ایک بڑا پیالہ لے آئی اس میں پانی تھا۔

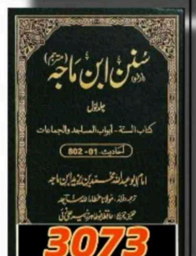
ابو ذر! تیری ماں تجھے گم پائے



قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: «لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ».

معاویہ کو بلالاؤ۔" میں نے آپ سے آکر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: "جاؤ، معاویہ کو بلالاؤ۔" میں نے پھر آکر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: "اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔"

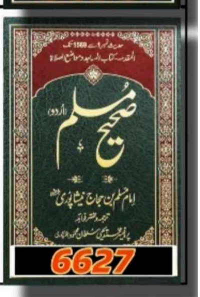
معاویہ! تیرا پیٹ نہ بھرے



وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَفِيَّةَ فَقُلْنَا: قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ: «عَقْرَىٰ حَلْقَىٰ مَا

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: وہ ایام سے ہیں۔ آپ نے فرمایا "بانجھ ہو! سر مونڈا جائے! میں سمجھتا ہوں وہ ہمیں (کوچ کرنے سے) روک لے گی۔" میں نے عرض کیا:

صفیہ! اے بانجھ اے سرمنڈی



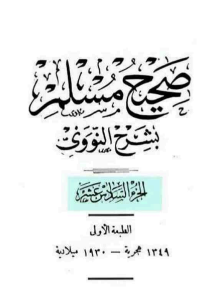
الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ: «آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ، لَا كَبِرَ سِنُّكِ» فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا لَكِ؟ يَا بُنَيَّةُ! قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ

رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: "تو وہی لڑکی ہے، تو بڑی ہوگئی ہے! تیری عمر (اس تیزی سے) بڑی نہ ہو!" وہ لڑکی روتی ہوئی واپس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: نبی ﷺ نے میرے خلاف دعا فرما دی ہے کہ میری عمر زیادہ

اے لڑکی! تیری عمر بڑی نہ ہو

امام مسلمؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

شارحِ صحیح مسلم حافظ نوویؒ فرماتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے اس حدیث سے یہ فہم لیا ہے کہ سیدنا معاویہؓ بددعا کے مستحق نہیں تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی اس حدیث کو سیدنا معاویہؓ کے مناقب میں شامل کیا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ حقیقت میں ان کے لیے دُعا بن گئے تھے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی 156/16)



اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ
قُلْتُ لِأُمَيَّةَ مَا حَطَأَنِي قَالَ قَفَدَنِي قَفْدَةً حدثني إِسْحَ
شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاس
فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَبَأْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ
حدثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّ
بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

وقفدني بقاف ثم فاء ثم دال مهملة وقوله حطأة بفتح الحاء واسكان الطاء بعدها همزة وهو الضرب باليد مبسوطة بين الكتفين وانما فعل هذا بابن عباس ملاطفة وتأنيسا وأما دعاؤه على معاوية أن لا يشبع حين تأخرففيه الجوابان السابقان أحدهما أنه جرى على اللسان بلاقصد والثاني أنه عقوبة له لتأخره وقد فهم مسلم رحمه الله من هذا الحديث أن معاوية لم يكن مستحقا للدعاء عليه فلهذا أدخله في هذا الباب وجعله غيره من مناقب معاوية لأنه في الحقيقة يصير دعاء له وفي هذا الحديث جواز ترك الصبيان يلعبون بما ليس بحرام وفيه اعتماد الصبي فيما يرسل فيه من دعاء انسان ونحوه من حمل هدية وطلب حاجة وأشباهه وفيه جواز ارسال صبي غيره ممن يدل عليه في مثل هذا ولا يقال هذا تصرف في منفعة الصبي لأن هذا قدر يسير ورد الشرع بالمسامحة به للحاجة واطرد به العرف وعمل المسلمين والله أعلم

باب ذم ذي الوجهين وتحريم فعله

قوله صلى الله عليه وسلم ﴿ان من شر الناس ذا الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه﴾ هذا الحديث سبق شرحه والمراد من يأتي كل طائفة ويظهر أنه منهم ومخالف للآخرين مبغض فإن أتى كل طائفة بالاصلاح ونحوه فمحمود

امام ذھبیؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

امام ذھبیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ کہ اللہ سیدنا معاویہؓ کا پیٹ نہ بھرے یہ الفاظ سیدنا معاویہؓ کی فضیلت و منقبت کو ظاہر کرتے ہیں۔

(تذکرة الحفاظ للذہبی 699/2)

كتاب تذكرة الحفاظ
للإمام أبو عبد الله شمس الدين محمد الذهبي
المتوفى ٧٤٨هـ - ١٣٤٨م
الجزء الثاني
صُحّح
عن النسخة القديمة المحفوظة في مكتبة الحرم المكي
تحت إعانة وزارة المعارف للحكومة العالية الهندية
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

البرود النوبية و الخضر و يكثر الاستمتاع
و لا يخلو مع ذلك من سرية ، و كان يك
له و تسمن و تخصى .

قال مرة بعض الطلبة : ما اظن ابا عب
للنضرة التي في وجهه . و قال آخر :
النساء في ادبارهن ؟ قال فسئل فقال : النبيذ
لكن حدث محمد بن كعب القرظي عن ا
حيث شئت فلا ينبغي ان يتجاوز قوله . قا
صلى الله عليه و آله و سلم عن ادبار النساء و لي فيه مصنف. عامة ما ذكرت
سمعت الوزير ابن خنزابة عن محمد بن موسى المامونى صاحب النسائى ،
و قال فيه : سمعت قوما ينكرون على ابى عبد الرحمن كتاب الخصائص لعلى
رضى الله عنه و تركه تصنيف فضائل الشيخين ، فذكرت له ذلك فقال :
دخلت دمشق و المنحرف عن علىّ بها كثير فصنفت كتاب الخصائص
رجوت ان يهديهم الله ، ثم انه صنف بعد ذلك فضائل الصحابة ، فقيل
له و انا اسمع : ألا تخرج فضائل معاوية ؟ فقال اى شىء اخرج ؟ حديث :
اللهم لا تشبع بطنه ، فسكت السائل .

قلت : لعل هذه منقبة معاوية لقول النبى صلى الله عليه و آله و سلم :
اللهم من لعنته او شتمته فاجعل ذلك له زكاة و رحمة . قال حافظ خراسان
ابو على النيسابورى : حدثنا الامام فى الحديث بلا مدافعة ابو عبد الرحمن
النسائى . قال احمد بن نضر ابو طالب الحافظ من يصبر على ما يصبر عليه

امام نوویؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

مشہور لغوی، شارحِ مسلم، حافظ یحییٰ بن شرف نوویؒ فرماتے ہیں بعض احادیث میں (صحابہ کرام کے لیے) رسول اللہ ﷺ کی جو بددعا وغیرہ منقول ہے، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جو عرب لوگ بغیر نیت کے بطورِ تکیۂ کلام بول دیتے ہیں۔ (بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے) نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ 'تَرِبَتْ یَمِینُکَ' (تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو)، (سیدہ عائشہؓ کو آپ ﷺ کا فرمانا کہ) 'عَقْرَیٰ حَلْقَیٰ' (تو بانجھ ہو اور تیرے حلق میں بیماری ہو)، اس حدیث میں یہ فرمان کہ 'لَا کَبِرَتْ سِنُّکِ' (تیری عمر زیادہ نہ ہو) اور سیدنا معاویہؓ کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان کہ 'لَا أَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہٗ' (اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے)، یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔

(فتح المنعم شرح صحيح مسلم للشيخ موسى شاهين لاشين 85/10)

فتح المنعم
شرح صحيح مسلم

الجزء العاشر

الأستاذ الدكتور
موسى شاهين لاشين

دار الشروق

همزة، أى ضربنى بيده، وبكفه المبسوطة، بين كتفى، وإنما فعل
وذكر المصدر « حطأة » وتنوينه على هذا للتقليل. وفسر الراوى «

يقال: حطأ به الأرض، يحطأ حطأ صرعه، وحطأ الرجل الرج

ويقال: قفد فلانا بفتح القاف والفاء، إذا صفع قفاه بباطن

(اذهب، وادع لى معاوية) بن أبى سفيان، وكان من

(قال: فجئت، فقلت: هو يأكل) فى الكلام طى، أى
بالحضور، وهو يأكل، فجئت.

(ثم قال لى: اذهب، فادع لى معاوية) التعبير بثم ي
عن الإخبار بأنه يأكل، ولعل هذا هو السر فى الدعاء عليه بعد العودة.

(فقال: لا أشبع الله بطنه) وسيأتى توجيه هذا الدعاء فى فقه الحديث.

فقه الحديث

قال النووى: هذه الأحاديث مبينة لما كان عليه صلى الله عليه وسلم من الشفقة على أمته، والاعتناء بمصالحهم، والاحتياط لهم، والرغبة فى كل ما ينفعهم.

ثم قال عن الرواية الثامنة، وفيها قيد « بدعوة ليس لها بأهل » قال: وهذه الرواية تبين المراد بباقى الروايات المطلقة، وأنه إنما يكون دعاؤه عليه رحمة وكفارة، وزكاة ونحو ذلك، إذا لم يكن أهلا للدعاء عليه، ولم يكن أهلا لسبه ولعنه، بأن كان مسلما، غير مرتكب لكبيرة ظاهرة، وإلا فقد دعا صلى الله عليه وسلم على الكفار والمنافقين، ولم يكن ذلك لهم رحمة.

ثم أثار النووى إشكالا أثاره العلماء من قبله وهو: كيف يدعو على من ليس هو بأهل للدعاء عليه؟ وكيف يسب أو يلعن من ليس هو بأهل للسب واللعن؟.

وأجاب بجوابين: الأول: أن المراد ليس بأهل لذلك عند الله تعالى، وفى باطن الأمر، ولكنه فى الظاهر مستوجب له، فيظهر له صلى الله عليه وسلم استحقاقه لذلك بأمارة شرعية، ويكون فى باطن الأمر ليس أهلا لذلك، وهو صلى الله عليه وسلم، مأمور بالحكم بالظاهر، والله يتولى السرائر.

والثانى: أن ما وقع من سبه ودعائه ليس بمقصود، بل هو مما جرت به عادة العرب، فى وصل كلامها بكلام لا يقصد، كقولهم: تربت يمينك.

وقال عن الرواية الثامنة والتاسعة: وفى هذا الحديث « لا كبرت سنك » وفى حديث معاوية « لا أشبع الله بطنه » ونحو ذلك، لا يقصدون بشيء من ذلك حقيقة الدعاء، فخاف صلى الله عليه وسلم أن

امامِ ابن بطالؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

شارحِ صحیح بخاری، علامہ ابن بطالؒ اس طرح کی ایک عبارت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس سے بددعا مراد نہیں ہوتی اسے صرف تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ جب کوئی شاعر عمدہ شعر کہے تو عرب لوگ کہتے ہیں : قَاتَلَہُ اللہُ (اللہ تعالی اسے مارے)، اس نے عمدہ شعر کہا ہے۔

(شرح صحیح بخاری لابن بطال 329/9)

باب : قول النبي عليه السلام

« تربت يمينك » و« عقرى حلقى »

فيه : عائشة : « أن أفلح أخا أبي القعيس استأذن عليّ بعد ما نزل الحجاب ، فقلت : والله لا آذن له حتى أستأذن النبي – عليه السلام – فقال النبي – عليه السلام – : إنه عمك تربت يمينك ... » الحديث .

وفيه : عائشة : « أن النبي – عليه السلام – أراد أن ينفر فرأى صفية على باب خبائها كئيبة حزينة ؛ لأنها كانت حاضت ، فقال : «[عقرى][1] حلقى » – لغة قريش ... » الحديث

قال [المؤلف] [2] : قال ابن السكي
افتقر ولم يدع عليه بذهاب ماله ، وإنما أ
الجد وأنه إن خالفه فقد أساء ، وقال الأ
السلام –: « تربت يمينك » ، و« تربت يـ
تقول : انج ثكلتك أمك ، وأنت لا تريد أ
أصابها التراب ولم يدع بالفقر عليها .

وقال أبو زيد : ترب إذا افتقر وإنما أر
التراب . قال النحاس : أي ليس يحصل
ابن كيسان : المثل جرى على أنه إن فاتك
يداك كأنه قال : تربت يداك إن فاتك ، وهذا من الاختصار الذي عرف معناه ، وقال غيره : هي كلمة لا يراد بها الدعاء ، وإنما تستعمل في المدح كما قالوا للشاعر إذا أجاد : قاتله الله لقد أجاد ، وكما قالوا: ويل أمه مسعر حرب ، وهو يتعجب منه ويمدحه ولكنه دعاء

شرح صحيح البخاري
لابن بطال
أبي الحسن علي بن خلف بن عبد الملك
ضبط نصه وعلق عليه
أبو تميم ياسر بن إبراهيم
الجزء التاسع
مكتبة الرشد
الرياض

---

(١) في « الأصل » : أعقرى . والمثبت من « هـ ، ن » .
(٢) في « الأصل » : المهلب . والمثبت من « هـ » . (٣) في « هـ » : أي .

امام الزہریؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

مشہور لغوی ابو منصور، محمد بن احمد ،ازہری ایسے کلمات کے بارے میں مستند لغوی ابو عبید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسی باتیں عربوں کے اس طریقے کے مطابق ہیں، جس میں وہ کسی کے بارے میں بددعا کرتے ہیں لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی بددعا کا پورا ہو جانا مراد ہی نہیں۔

(تہذیب اللغة 216/1)

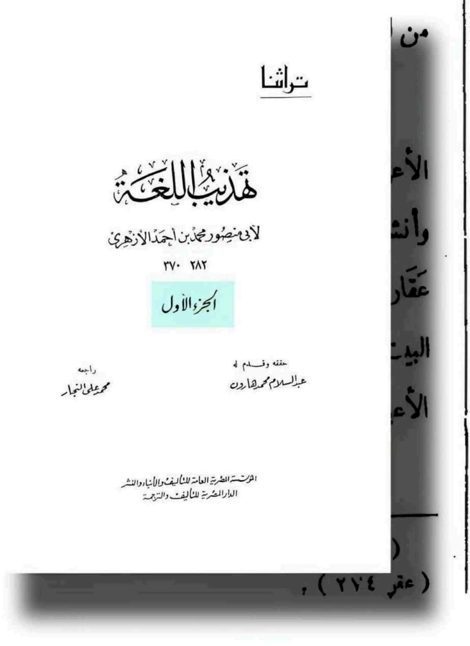
حَلْقَا » . قال : وهذا على مذهب العرب فى الدعاء على الشىء من غير إرادةٍ لوقوعه ، لا يراد به الوقوع .

وقال شمر : قلتُ لأبى عبيد : لم لا تجيز عَقْرَى ؟ فقال : لأن فَعَلَى تجىء نعتا ، ولم تجىء فى الدعاء . فقلتُ : روى ابن شُميل عن العرب : « مُطَّيرَى » وعَقرى أخفُّ منها ؟ فلم ينكره وقال : صيَّروه على وجهين .

وفى حديث عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لمّا مات قرأ أبو بكر حين صعِد إلى منبره فخطب : (إنَّكَ مَيِّتٌ وَإنَّهُمْ مَيِّتُونَ) [الزمر ٣٠] قال عمر : « فعَقِرتُ حتّى خَرَرتُ إلى الأرض » قال أبو عبيد : يقال عَقِر وبَعِل ، وهو مثل الدَّهَش .

وأخبرنى المنذرىّ عن إبراهيم الحربىّ عن محمود بن غيلان عن النضر بن شميل عن المرماس بن حبيبٍ عن أبيه عن جدّه قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عُيينةَ بن بدر حين أسلمَ الناسُ ودجا الإسلام ، فهجَم على بنى عدىّ بن جُندَب(١) بذات الشُّقوق ، فأغاروا عليهم وأخذوا أموالهم حتّى أحضروها المدينةَ عند نبىّ الله صلى الله عليه ، فقالت وفود بنى العنبر أُخِذنا يارسولَ الله مسلمين غيرَ مشركين حين خَضرَمنا النَّعَم . فردَّ النبى صلى الله عليه عليهم ذراريَّهم وعَقارَ بيوتهم . قال أبو الفضل : قال الحربىّ : ردّ النبى صلى الله عليه عليهم ذراريَّهم لأنه لم يرَ أن يَسبيَهم إلاّ على أمرٍ صحيح ، ووجَدَهم مُقِرّين بالإسلام . قال إبراهيم : أراد بعَقار بيوتهم أرَضِيهم .

قلت : غلط أبو إسحاق فى تفسير العَقَار هاهنا ، وإنما أراد بعقار بيوتهم أمتعةَ بيوتهم من


تراثنا

تهذيب اللغة

لأبى منصور محمد بن أحمد الأزهرى

٢٨٢ ٣٧٠

الجزء الأول

حققه وقدم له
عبد السلام محمد هارون

راجعه
محمد على النجار

المؤسسة المصرية العامة للتأليف والأنباء والنشر
الدار المصرية للتأليف والترجمة

الأع

وأنش

عَقار

البيت

الأع

(١) فى اللسان : « بنى على بن جندب » . وانظر المعارف ٤٤ .

(عقر ٢٧٤) ،

حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

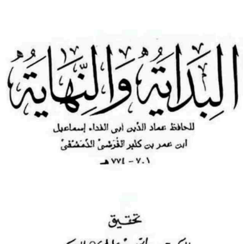
حافظ ابن کثیرؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو پہلی حدیث کے متصل بعد ذکر کیا ہے۔یوں اس حدیث سے سیدنا معاویہؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(البدایہ والنہایہ 402/11)

وقد انْتَفَع مُعاويةُ بهذه الدعوةِ فى دُنْياه وأُخْراه . أما فى الدنيا فإنه لما صار فى الشامِ أميرًا ، كان يَأْكُلُ فى اليومِ سبعَ مراتٍ ، يُجاءُ بقَصْعةٍ فيها لحمٌ كثيرٌ وبَصَلٌ فيَأْكُلُ منها ، ويَأْكُلُ فى اليومِ سبعَ أَكَلاتٍ بلحمٍ ، ومِن الحَلْوَى والفاكهةِ شيئًا كثيرًا ، ويقولُ : واللَّهِ ما أَشْبَعُ ، وإنما أَعْيَى . وهذه نِعْمةٌ ومَعِدةٌ يَرْغَبُ فيها كلُّ المُلوكِ .

وأمَّا فى الآخِرةِ فقد أتْبَع مسلمٌ هذا الحديثَ بالحديثِ الذى رَواه هو والبُخارىُّ وغيرُهما ، مِن غيرِ وجهٍ[1] عن جماعةٍ مِن الصحابةِ ، أن رسولَ اللَّهِ ﷺ قال : « اللهم إنما أنا بشرٌ ، فأيُّما عبدٍ سبَبْتُه أو جَلَدْتُه أو دَعَوْتُ عليه ، وليس لذلك أهلًا ، فاجْعَلْ ذلك كَفَّارةً وقُرْبَةً تُقَرِّبُه بها عندَك يومَ القِيامةِ » .

فرَكَّب مسلمٌ مِن الحديثِ الأولِ وهذا الحديثِ فَضيلةً لمُعاويةَ ، ولم يُورِدْ له غيرَ ذلك .



البِدَايَةُ وَالنِّهَايَةُ

للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل
ابن عمر بن كثير القرشي الدمشقي
٧٠١ - ٧٧٤ هـ

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر

الجزء الحادي عشر

هجر

وقال المُسَيَّبُ بنُ واضحٍ ، عن أبى إسحاقَ

سليمانَ ، عن عَطاءِ بنِ أبى رَباحٍ ، عن ابنِ عباسٍ

ﷺ فقال : يا محمدُ ، أَقْرِئْ مُعاويةَ السَّلامَ ، و

على كِتابِه ووحْيِه ، ونِعْمَ الأمينُ .

ثُم أوْرَده ابنُ عساكرَ مِن وجهٍ آخرَ ، عن

أوْرَده أيضًا مِن روايةِ علىٍّ وجابرِ بنِ عبدِ اللَّهِ ، أن

فى اسْتِكْتابِه مُعاويةَ ، فقال : اسْتَكْتِبْه فإنه أمينٌ .

---

(١) تقدم تخريجه على الصحيحين فى ٩/ ٨٧، كما أخرجه الإمام أحمد فى مسنده ٢/ ٤٨٨، ٤٩٣، ٣/ ٤٠٠، وابن أبى شيبة فى المصنف (٩٥٩٩ - ٩٦٠١) .

شیخ البانیؒ کے نزدیک پیٹ نہ بھرے بددعا نہیں

شیخ ناصر الدین البانیؒ سیدنا معاویہؓ کے متعلق پیٹ نہ بھرنے والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے سیدنا معاویہؓ کی تنقیص ثابت کرنا گمراہ فرقوں کا کام ہے جبکہ یہ حدیث سیدنا معاویہؓ کے فضائل میں ہے۔

(سلسلہ الصحیحہ الالبانی 165/1)

دون قوله: «لا أشبع الله بطنه»، وكأنه من اختصار أحمد أو بعض شيوخه، وزاد في رواية: «وكان كاتبه»، وسندها صحيح.

وقد يستغل بعض الفرق هٰذا الحديث؛ ليتخذوا منه مطعناً في معاوية رضي الله عنه، وليس فيه ما يساعدهم على ذٰلك؛ كيف وفيه أنه كان كاتب النبي ﷺ؟! ولذٰلك قال الحافظ ابن عساكر (١٦ / ٣٤٩ / ٢):

«إنه أصح ما ورد في فضل معاوية».

فالظاهر أن هٰذا الدُّعاء منه ﷺ غير مقصود، بل هو مما جرت به عادة العرب في وصل كلامها بلا نية؛ كقوله ﷺ في بعض نسائه: «عقرى حلقى»[1]، و «تربت يمينكِ»[2]، وقوله في حديث أنس الآتي: «لا كَبُرَ سنكِ».

ويمكن أن يكون ذٰلك منه ﷺ بباعث البشرية التي أفصح عنها هو نفسه عليه السلام في أحاديث كثيرة متواترة؛ منها حديث عائشة رضي الله عنها قالت:

«دخل على رسول الله ﷺ رجلان، فك

فلعنهما وسبهما، فلما خرجا؛ قلت: يا رسول ا

هٰذان؟ قال: وما ذاك؟ قالت: قلت: لعنتَهما و

٨٣ - (أَوَمَا عَلِمْتِ ما شارَطْتُ عل

بَشَرٌ، فأَيُّ المسلمينَ لَعَنْتُهُ أَو سَبَبْتُهُ؛ ف

رواه مسلم مع الحديث الذي قبله في باب

أو سبه أو دعا عليه وليس هو أهلاً لذٰلك؛ كان ل

ثم ساق فيه من حديث أنس بن مالك؛

سلسلة

الأحاديث الصحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

محمد ناصر الدين الألباني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

---

(١) متفق عليه من حديث عائشة، وهو مخرج ف

(٢) متفق عليه من حديث أم سلمة، وهو مخرج في «صحيح ابي داود» (٢٣٦).